AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اسلاموفوبیا کے انسداد میں مسلم ممالک کا کردار: ایک مطالعاتی جائزہ

A Review of Studies on the Role of Muslim Countries in combating Islamophobia

Abdullah Sagheer Aasi
PhD Scholar, Dapartment of Islamic Thoughts, History & Culture, AIOU, Islamabad.
abdullahsagheeraasi7@gmail.com
Dr. Hafiz Tahir Islam
Assistant Professor, Department of Islamic Thoughts, History & Culture, AIOU, Islamabad.
tahir.islam@aiou.edu.pk

Abstract

This research article examines the role of Muslim countries in countering Islamophobia. The term "Islamophobia" is derived from two words, Islam and phobia, with an additional "o" to link the two concepts. Phobia refers to an irrational fear, aversion, or hatred, so Islamophobia signifies an unfounded fear or hatred of Islam, often accompanied by the association of negative stereotypes with the religion. This study begins by exploring various definitions of Islamophobia and subsequently examines numerous incidents of Islamophobic acts across different countries, which reflect a fear of Islam, its values, and Islamic symbols such as mosques and Islamic schools. In the context of these circumstances, Muslim countries have taken a number of suitable actions to preserve their religious identity and put a stop to the wave of Islamophobia. The OIC presented several resolutions in this regard to the United Nations and March 15 is finally celebrated as the International Day against Islamophobia. This article presents the efforts made in this regard by Pakistan, Qatar, Saudi Arabia, UAE, Egypt, Malaysia, Turkey and Indonesia in a concise manner. Islamic countries need to work together to fight against Islamophobia, so that they can present the correct Islamic image to the Westerners as well as maintain their religious identity.

Keywords: *Islam, Teachings, Islamophobia, Intolerance, Hatred, Racism, Media, Universities, OIC, Pakistan, Saudi Arabia, Qatar, UAE, Egypt, Malaysia, Turkey, Indonesia.*

موضوع کا بنیادی تعارف

اسلاموفوبیا عصرِ حاضر میں ایک بڑا مسئلہ بن کر سامنے آیا ہے، مغربی استعماری ذہنیت نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور خوف کو اس قدر پروان چڑھایا ہے کہ اس کی وجہ سے مسلم تشخص داغدار ہو کر رہ گیا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں تصور پیدا ہو گیا ہے کہ دنیا کے امن کے لئے اسلام اور مسلمان خطرہ ہیں۔ فوبیا کا لغوی معنی بے جا خوف اور نفرت ہے، انگریزی میں Xenophobia (دوسرے ملک کے لوگوں سے نفرت یا خوف) جیسے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اسلاموفوبیا دراصل لفظ ''اسلام'' اور لفظ'' فوبیا'' یعنی ''ڈر جانا'' کا مجموعہ ہے، ان دونوں لفظوں کے بیچ میں انگریزی زبان کا "O" بھی بڑھایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان نسبت کا معنی پیدا ہو جائے، اس طرح اسلاموفوبیا کا معنی اسلام سے بے جا خوف نفرت اور مسلمانوں کے بارے میں منفی ذہنیت رکھنا ہے۔ اس سے غیر مسلم ''اسلامی تہذیب سے ڈرنا'' اور ''مسلم گروہ سے ڈرنا'' مراد لیتے ہیں۔ اکثر غیر مسلموں کو اسلام کے خلاف بڑھکایا جاتا ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف زہر افشانی کر کے ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرتیں پیدا کی جاتیں ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں اسلام کا خوف داخل ہوتا ہے، اس کو اصطلاح میں اسلاموفوبیا کہا جاتا ہے۔ اسلاموفوبیا ایک ایسی اصطلاح ہے جو مسلمانوں کے خلاف خوف، نفرت یا تعصب کو بیان کرتی ہے۔ یہ لفظ "اسلام" اور "فوبیا" (جو کہ خوف یا نفرت کی حالت کو ظاہر کرتا ہے) کے امتزاج سے آیا ہے۔ اسلاموفوبیا دراصل مسلمانوں کے بارے میں منفی خیالات، منفی تاثرات، اور ان کے مذہب، ثقافت، یا شناخت کے بارے میں غلط فہمیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اسلاموفوبیا کی مختلف تعریفات مختلف ماہرین، تنظیموں اور اداروں کے مطابق مختلف انداز میں کی گئی ہیں، لیکن سب کی بنیاد میں ایک ہی خیال پایا جاتا ہے: مسلمانوں کے خلاف خوف، نفرت یا تعصب۔ یہاں کچھ مشہور تعریفات کا ذکر کیا جاتا ہے:

آرگنائزیشن آف اسلامک کوآپریشن(OIC)نے اسلاموفوبیا کی تعریف کچھ اس طرح بیان کی ہے:

Islamophobia is a combination of hate, fear, and prejudice against Islam, against Muslims, as well as against anything associated with the religion, such as Mosques, Islamic Centers, Holy Qur'an, Hijab, etc. It also constitutes hatred, stigmatization, racism and discriminations in daily life, on Media, at workplace, in political sphere, etc. It rests in the mind and it reflects in attitudes, and could be manifested through violent actions, such as burning mosques, vandalizing properties, abusing women wearing scarf, or insulting Prophet or sacred symbols of Islam.[1]

یعنی اسلام کے خلاف نفرت،خوف،متعصب رویے کا نام اسلاموفوبیا ہے۔یہ رویہ مسلمانوں کے خلاف بھی ہے اور ان کے مذہب کے خلاف بھی،اس کے ساتھ ساتھ یہ رویہ ہر اس چیز کے خلاف بھی ہے جو مذہب اسلام سے منسلک ہے جیسا کہ مساجد،اسلامی مراکز،قرآن یا حجاب وغیرہ۔یہی رویہ مسلمانوں کو تما شعبہ ہائے زندگی میں بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ان کے خلاف اشتعال انگیزی کو جنم دیتا ہے۔

اسی طرح آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے مطابق بھی اسلاموفوبیا کو اسلام یا مسلمانوں کے بارے میں غیر معقول خوف یا نفرت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔وہاں پر اس کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

Islamophobia is the fear of, hatred of, or prejudice against the religion of Islam or Muslims in general, especially when seen as a geopolitical force or a source of terrorism.[2]

یہ تعریف اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اسلاموفوبیا ایک جذباتی اور غیر معقول ردعمل ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خلاف پایا جاتا ہے۔

میریم ویبسٹر جو کہ ایک انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کمپنی،180 سال سے زیادہ عرصے سے امریکہ کی زبان کی معلومات فراہم کرنے والی سب سے بڑی کمپنی رہی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ امریکہ کی سب سے قابل اعتبار ڈکشنری کے طور پر بھی مانی جاتی ہے،اس کے مطابق اسلاموفوبیا کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

Irrational fear of, aversion to, or discrimination against Islam or people who practice Islam.[3]

یعنی اسلام یا اسلام پر عمل کرنے والے لوگوں کے خلاف غیر معقول خوف،نفرت،یا امتیازی سلوک ہے۔

اسی طرح امریکن اسلامک ریلیشنز کونسل(CAIR)نے بھی اسلاموفوبیا کو ایک نفرت انگیز نظریہ یا عقیدہ قرار دیا گیا ہے جس میں مسلمانوں کو دشمن یا غیر معقول طور پر خطرناک سمجھا جاتا ہے اور ان کے خلاف تعصبات کی بنیاد پر ان سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔[4]

ویکیپیڈیا(آزاد دائرۃ المعارف)کے مطابق اسلاموفوبیا کی تعریف کچھ اس طرح ہے:

Islamophobia is a combination of the word 'Islam' and the Greek word 'phobia' (meaning fear). It is used by non-Muslims to mean ' fear of Islamic civilization ' and 'fear of the Muslim ethnic group'. Often, non-Muslims are incited against Islam and hatred against Islam and Muslims is created in their hearts by spreading poison against Islamic teachings. Due to which fear of Islam enters their hearts, this is called Islamophobia.[5]

یہ تمام تعریفات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ اسلاموفوبیا دراصل مسلمانوں کے بارے میں بلاجواز خوف،نفرت اور تعصب پر مبنی ہے جو انہیں سوسائٹی میں الگ تھلگ کر دیتا ہے اور ان کے حقوق،آزادی اور مساوات کو متاثر کرتا ہے۔دراصل اسلاموفوبیا ایک ایسی اصطلاح ہے جو اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے متعارف کروائی گئی ہے،بالخصوص 11 ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ڈرامائی حملوں کے بعد کثرت سے اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔اسلاموفوبیا کی وجہ سے مغربی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو ایک دہشت گرد گروہ کے طور اور نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ہے۔ان (نائن الیون کے) حملوں کے بعد سے مغربی ممالک میں مسلمانوں کو تعصب اور نفرت کا سامنا کرنا پڑا، اب مشرق وسطیٰ میں جو صورتحال پیدا ہوئی ہے، اُس نے حالات کو اور بھی خراب کر دیا ہے۔

European Monitoring Centre نے مئی 2002ء کی رپورٹ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ نائن الیون کے بعد پورے یورپ میں مسلمانوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں بد سلوکی، تشدد، امتیاز اور انتقام کا سامنا ہے، دہشت گردی کے ہر واقعہ سے مسلمانوں کو جوڑا جاتا ہے اور اسامہ کی اولاد کہہ کر ان کی تضحیک کی جاتی ہے۔[6] ان حالات کی بدولت مسلمانوں کو بالعموم عالمی سطح پر اور بالخصوص غیر مسلم ممالک میں شدید قسم کے چیلنجز کا سامنا ہے۔ماضی قریب میں ایسے بے شمار واقعات رونما ہوئے ہیں، جو اسلام سے خائف یا اسلاموفوبیا کے شکار افراد کی تنگ نظری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جیسے نومبر 2019ء میں وائس آف امریکہ کی ایک رپورٹ میں دکھایا گیا کہ فرانس کے شہر پیرس سمیت کئی دیگر شہروں میں بھی ہزاروں افراد نے یورپ میں مسلمان آبادیوں کو اسلاموفوبیا کے تحت ہدف بنائے جانے کے واقعات کے خلاف مارچ کیا۔وائس آف امریکہ کے لیے پیرس سے لیزا برائنٹ نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ اس ریلی میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔وہاں موجود ایک شہری محمد نے جو اپنی بہن خدیجہ کے ساتھ اس مارچ میں شریک تھا، بتایا کہ مسلمانوں کو شدت پسند رویوں کا سامنا رہتا ہے۔ان کا کہنا تھا کہ : ”ہم پوری طرح اس معاشرے میں خود کو ضم محسوس کرتے ہیں لیکن ہمیں شدت پسندی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ نوکری کے لیے انٹرویو سے لے کر کسی بھی فرانسیسی روایتی عمل کا حصہ بننے تک، ہر جگہ اپنا نام تبدیل کر لو۔“[7] اسی طرح اپریل 2023ء میں وائس آف امریکہ کی صحافی خاتون صباحت زکریا نے ایک رپورٹ پیش کی جس میں بتایا کہ امریکی ریاست نیو جرسی کے علاقے پیٹرسن میں امام مسجد پر حملہ اور سکول کے بورڈ پر لفظ ”اللہ“ کے حروف کو مسخ کرنے کے واقعات کے بعد اب یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا امریکہ میں اسلاموفوبیا کے واقعات بڑھ رہے ہیں؟[8]

اسی طرح کئی ممالک میں مسلمانوں کے لیے اپنے مذہب پر عمل کرنا مشکل ہو رہا ہے، خاص طور پر اگر وہ اسلامی لباس (جیسے حجاب یا نقاب) پہننا چاہتے ہوں یا نماز پڑھنا چاہتے ہوں۔ خاص طور پر مغربی ممالک میں حجاب پر خاصی تنقید کی جاتی ہے، ان کے ہاں پردہ کرنے والے خواتین انتہا پسند اور تنگ نظر ہوتی ہیں، برقعہ اور حجاب استعمال کرنے والی خواتین پر طرح طرح کے جملے کسے جاتے ہیں اور انہیں دہشت گردوں کے قبیلے سے جوڑا جاتا ہے۔اسی طرح نواب علی اختر لکھتے ہیں کہ بابری مسجد کی شہادت کے بعد مسلمانوں پر ظلم و ستم کے ایک خطرناک کھیل کا آغاز ہو چکا ہے، کہیں تو جہاد کا حیلہ اور بہانہ بنا کر مظالم کا نشانہ بنایا جارہا ہے تو کہیں گئو شی اور چوری کے الزام میں ان کی شبیہ پر داغ لگا کر ان کو موت کی نیند سلا دیا جاتا ہے تو کہیں پر شہریت پر سوالیہ نشان لگا کر ان کے مستقبل کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے، اس طرح کے مظالم کیوں؟[9]

مجموعی طور پر صورتحال یہ ہے کہ ایک منظم اور گہری سازش کے ساتھ دنیا کے ہر آباد خطہ میں امت مسلمہ کو نشانہ بنایا جارہا ہے، ایسا لگتا ہے کہ تمام اقوام عالم نے کوئی ٹھوس اور انتہائی خطرناک معاہدہ اور اتفاق کیا ہو، جس معاہدہ پر دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام طاقتیں عمل پیرا نظر آتی ہیں۔امتِ مسلمہ کی جان و مال، عزت و آبرو اور دینی و ملی تشخص سب داؤ پر ہیں اور مسلمانوں کے اقتصادی ذرائع بھی نشانہ پر ہیں۔ تمام اقوام عالم نے یک زبان ہو کر دہشت گردی کو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ جوڑ دیا ہے، جس کی وجہ سے ہر جگہ کے مسلمان شک کی نگاہ سے دیکھے جا رہے ہیں، نیز مذہبی اور جنسی تشدد کے بھی شکار ہو رہے ہیں۔یہ واقعات اس بات کی طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ مغرب یا غیر اسلامی ممالک اسلاموفوبیا کے بری طرح سے شکار ہیں اور وہ ہر اس صورت کو بروئے کار لانا چاہتے ہیں جس کے ذریعے وہ اسلام یا مسلمانوں کے تشخص کو پامال کریں۔ایک طائرانہ اور سرسری نگاہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے موجودہ احوال پر ڈالی جائے، برما ہو یا شام، فلسطین ہو یا افغانستان، افریقہ یا امریکہ، عراق ہو یا یمن، ہر ملک اور دنیا کے ہر خطہ میں مسلم قوم تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہی ہے، پورا کرۂ ارض مسلمانوں کے خون سے رنگین کیا جارہا ہے، دنیا کا یہ گھروندہ اور یہ سیارہ ارضی ہر طرف سے مسلمانوں کی آہ و بکا اور چیخ و پکار سے گونج رہا ہے، اس دور ظلم و ستم میں مسلمان کا خون سب سے آسان اور ارزاں ہو گیا ہے، نیز دنیا کے کسی گوشہ سے بھی مسلمانوں کی ہمدردی اور حمایت میں کوئی آواز نہیں اٹھ رہی ہے۔

ان سنگین حالات میں اگر اسلاموفوبیا کے انسداد کے لئے اقدامات نہ کئے گئے تو یقیناً مستقبل قریب میں مسلمان بری طرح مصائب کا شکار ہو جائیں گے۔اسلاموفوبیا کی صورت میں اسلام کو درپیش چیلنج کا اُمت مسلمہ کو نہ صرف ادراک کرنے کی ضرورت ہے، بلکہ اسلام کو دنیائے انسانیت تک پہنچانے کی بھرپور جدوجہد کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے، تاکہ دنیا اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ ہو جائے اور اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈے کی یہ چال خود مغرب میں اسلام کے تعارف کا ذریعہ بن جائے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اسلاموفوبیاکے انسداد میں مسلم ممالک کا کردار

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پائی جانے والی اس بھیانک صورتحال پر ابتدا میں تو مسلم ممالک پر خاموشی طاری رہی مگر پھر باقاعدہ طور پر اسلاموفوبیا کے مضر اثرات اور ان کے سدباب کے لیے شعور و آگاہی کے لیے اقدامات کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ بین الاقوامی سطح پر کانفرنسز کا انعقاد کیا گیا' غیر مسلموں تک مسلمانوں کی آواز پہنچائی گئی۔ 2004ء میں اقوام متحدہ نے اسلاموفوبیا پر قابو پانے کے لیے ایک کانفرنس منعقد کی اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری کوفی عنان نے اسلاموفوبیا کو افسوسناک، تکلیف دہ اور امتیاز پر مبنی رجحان قرار دیا۔ اسی طرح اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے Runnymede Trust نے 60 سفارشات پیش کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو میڈیا اور سیاست میں اپنا رشتہ اور اشتراک بڑھانے کی ضرورت ہے، چنانچہ اس رپورٹ کے منظر عام پر آنے کے بعد برطانیہ میں مسلمانوں نے ایک ادارہ "مسلم کونسل آف برطانیہ" کے نام سے قائم کیا، جس کا مقصد حکومت پر دباؤ ڈالنا ہے کہ وہ مسلمانوں کے مسائل پر سنجیدگی سے غور کریں اور اس ادارے نے میڈیا کے اداروں سے بھی ربط و تعلق بڑھایا ہے تاکہ میڈیا میں اپنی بہتر نمائندگی کر سکیں۔[10] اسی طرح فرانسیسی مسلمانوں نے دستخطی مہم کے تحت 50ہزار افراد کے دستخط سابق صدر فرانس جیاک چراک کو پٹیشن پیش کی کہ اسلاموفوبیا کو نسل پرستی کی طرح قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔[11] اسی طرح مختلف اوقات میں علماء، سکالرز اور سرکردہ رہنماؤں نے نیوزی لینڈ میں مساجد پر دہشت گردانہ حملوں کے تناظر میں مغربی ریاستوں کی حکومتوں اور میڈیا سے اپیل کی کہ وہ اسلاموفوبیا کے خاتمے کے لیے پہلے سے زیادہ اقدامات اور جدوجہد کریں۔

تنظیم برائے اسلامی تعاون (OIC) بھی اسلاموفوبیا کے خلاف ایک اہم عالمی فورم ہے جس میں 57 اسلامی ممالک شامل ہیں۔ یہ تنظیم اقوام متحدہ اور دیگر عالمی فورمز پر اسلاموفوبیا کے خلاف آواز اٹھاتی ہے، اور مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی کوشش کرتی ہے۔ آئی او سی نے اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے رجحان پر کئی قراردادیں منظور کی ہیں اور اس کے خلاف عالمی سطح پر آگاہی پھیلانے کی کوششیں کی ہیں۔ ذیل میں ہم کچھ اہم مسلم ممالک کے اسلاموفوبیا کے خلاف کئے گئے اقدامات کا ذکر کرتے ہیں:-

اسلاموفوبیا کے انسداد میں پاکستان کا کردار اور او آئی سی (OIC) کی کاوشیں

پاکستان نے ہمیشہ اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی سطح پر آواز اٹھائی ہے اور اس مسئلے کی سنگینی کو اجاگر کیا ہے۔ پاکستان نے متعدد عالمی فورمز پر اسلاموفوبیا کی مذمت کی اور اس کے انسداد کے لیے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ پاکستان کے سابق وزیراعظم عمران خان نے اس سلسلے میں خصوصی طور پر اقدامات کئے۔ اکتوبر 2020ء میں انہوں نے اسلامی دنیا کے رہنماؤں کے نام ایک خط بھی لکھا اور ان سے کہا کہ ہم سب کو غیر مسلم ممالک، خاص طور پر یورپی ممالک میں بڑھتے ہوئے اسلاموفوبیا کے رجحان کے تدارک کے لیے مل کر کام کرنا ہوگا۔ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں خطاب کے دوران پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں گستاخی کو ناقابل برداشت قرار دیا، چارلی ایبڈو کی جانب سے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور دنیا بھر میں مسلمانوں پر حملوں، مسلمانوں کے مقدس مقامات پر حملوں اور توہین کی سخت الفاظ میں مذمت کی۔ اسی طرح انہوں نے عالمی برادری سے کہا کہ اسلاموفوبیا کے خلاف اقدامات کئے جائیں اور اسے غیر قانونی قرار دیا جائے، اس موقع پر انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ اسلاموفوبیا کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے اس کے خلاف عالمی دن منانے کا اعلان کیا جائے۔ عمران خان کی جانب سے اسلاموفوبیا کے خلاف شروع کی گئی اس تحریک کو مسلم ممالک میں نہ صرف پذیرائی ملی بلکہ اسلامی ممالک کی تنظیم (او آئی سی) بھی اس کی ہمنوا ہوگئی، نتیجہ یہ نکلا کہ 193 ممالک پاکستان کی اس قرارداد کے ساتھ ہوگئے اور اسلاموفوبیا کو عالمی طور پر خطرہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس کے بعد او آئی سی کی جانب سے ایک متفقہ قرارداد منظور کی گئی' پھر پاکستان نے او آئی سی کی جانب سے ایک قرارداد اقوامِ متحدہ میں پیش کی اور انسدادِ اسلاموفوبیا کا دن منانے کی تجویز دی۔ یہ تجویز منظور ہوئی اور اب ہر سال 15 مارچ کو اسلاموفوبیا کے خلاف دن منایا جاتا ہے۔

15 مارچ: اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی دن

او آئی سی کی کاوشوں سے اب ہر سال 15 مارچ کو "اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی دن" منایا جاتا ہے، جس کا مقصد اسلاموفوبیا کی بڑھتی ہوئی لہر کے بارے میں عالمی سطح پر لوگوں میں آگاہی پیدا کرنا ہے۔ اس دن کو مختلف تعلیمی ادارے، این جی اوز اور بین الاقوامی تنظیمیں سیمینارز، ورکشاپس اور میڈیا مہمات کے ذریعے لوگوں کو اسلاموفوبیا کے بارے میں آگاہی فراہم کرتی ہیں اور اس کے انسداد کے لیے مشترکہ اقدامات کی اہمیت پر زور دیتی ہیں۔ اسی ضمن میں رواں سال 2024ء میں پاکستان میں اسلاموفوبیا سے نمٹنے کے عالمی دن کی یاد میں انسٹی ٹیوٹ آف اسٹریٹجک اسٹڈیز اسلام آباد (آئی ایس ایس آئی) میں سینٹر فار اسٹریٹجک پرسپیکٹیو (سی ایس پی) نے "اسلاموفوبیا سے نمٹنے کے لیے عالمی یکجہتی کی اہمیت" کے

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

عنوان سے ایک گول میز مباحثے کی میزبانی کی۔اس ڈائیلاگ کا مقصد دنیا بھر میں مسلمانوں کو درپیش تعصبات،عدم برداشت، تشدد اور ناانصافیوں کو حل کرنا تھا،اس مباحثے میں ایران اور ترکی کے سفیروں اور دفتر خارجہ کے اعلیٰ عہدیداران نے بطور پینلسٹ شمولیت اختیار کی۔[12] اس موقع پر اسلامی تعاون تنظیم کے سیکرٹری جنرل حسین برہیم طحا نے بھی اپنے ایک خصوصی ویڈیو پیغام کے ذریعے شمولیت کرتے ہوئے عالمی سطح پر مسلمانوں کے خلاف وسیع پیمانے پر تعصب اور امتیازی سلوک کا مقابلہ کرنے اور اس سے نمٹنے کی فوری ضرورت اور مختلف عقائد اور برادریوں میں رواداری،احترام اور باہمی افہام و تفہیم کے کلچر کو فروغ دینے کی اہمیت پر زور دیا۔

اسلاموفوبیا کے انسداد میں قطر کا کردار

اسلاموفوبیا کے انسداد کے لئے قطر نے مختلف اقدامات کئے ہیں جن کے اثرات عالمی سطح پر نظر آتے ہیں۔2019ء میں قطر نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی ، جس میں اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی سطح پر اقدامات کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔قطر کی اس قرارداد میں دنیا بھر میں مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے امتیاز کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔

قطر نے 2007ء میں "دوحہ بین الاقوامی مرکز برائے بین المذاہب مکالمہ"(DICID) قائم کیا تھا،جو دنیا بھر کے مختلف مذاہب کے درمیان بہتر تعلقات کو فروغ دینے کے لئے کام کرتا ہے۔اس مرکز نے مختلف مذاہب کے رہنماؤں کو ایک پلیٹ فارم فراہم کیا تاکہ وہ اسلاموفوبیا جیسے مسائل پر بات کریں اور مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کے لئے مشترکہ اقدامات تجویز کریں،اسی طرح قطر نے اپنے تعلیمی اداروں میں بھی اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کے بارے میں مثبت تصور اور مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کے لئے مختلف اقدامات کئے ہیں۔قطر یونیورسٹی اور دیگر تعلیمی اداروں میں بین الثقافتی مکالمے کے پروگرامز کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان احترام کا ماحول قائم ہو سکے۔قطر میں ایسے تعلیمی ادارے موجود ہیں جن میں مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے بارے میں تعلیمی پروگرامز چلائے جاتے ہیں، جن میں اسلاموفوبیا کی روک تھام اور مذہبی ہم آہنگی کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے۔اسی تناظر میں قطر نے "یونائیٹڈ نیشنز الائنس آف سولائزیشنز" (UNAOC) کے ساتھ مل کر، جو کہ ایک بین الاقوامی ادارہ ہے، جو مذہبی شدت پسندی اور اسلاموفوبیا جیسے مسائل سے نمٹنے کے لیے عالمی سطح پر مختلف پروگرامز اور پالیسیوں پر کام کرتا ہے، قطر نے اس پلیٹ فارم پر اسلاموفوبیا کے خاتمے اور مسلم کمیونٹیز کے لئے بہتر مواقع فراہم کرنے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔2019ء میں (UNAOC) کے ہی تحت ایک عالمی کانفرنس کی قطر نے میزبانی کی تھی، جس کا موضوع تھا: "Interfaith Dialogue and Social Inclusion"،اس کانفرنس میں مختلف مذاہب کے رہنماؤں نے اسلاموفوبیا کے انسداد اور بین المذاہب ہم آہنگی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔[13]

2019ء ہی میں قطر نے "International conference on Islamophobia" کا انعقاد کیا تھا، جس کا مقصد اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے اثرات اور اس کے انسداد کے لئے عالمی سطح پر اقدامات پر زور دینا تھا۔اس کانفرنس میں دنیا بھر کے اسلامی اسکالرز، بین الاقوامی رہنما اور انسانی حقوق کے نمائندوں نے حصہ لیا تھا اور اسلاموفوبیا کے خلاف مشترکہ حکمت عملی تیار کرنے کی کوشش کی تھی۔اسی کانفرنس میں Qatar Foundation نے مذہبی آزادی اور مسلم کمیونٹی کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں ایک اہم قرارداد پیش کی، جس میں میڈیا کے کردار، تعلیمی اداروں کے نصاب اور عالمی سطح پر قانون سازی کی ضرورت پر زور دیا گیا۔[14] اسی قطر فاؤنڈیشن نے اسلاموفوبیا اور مذہبی امتیاز کے خاتمے کے لئے مختلف فلاحی پروگرامز شروع کئے ہیں۔ان پروگرامز کا مقصد کمیونٹی سطح پر مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے شعور اجاگر کرنا اور اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف نفرت اور امتیاز کا خاتمہ ہو۔

اسی طرح اسلاموفوبیا کی روک تھام اور مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کے بارے میں قطر کے میڈیا، بالخصوص "الجزیرہ چینل" نے کئی دستاویزی فلمیں اور پروگرامز نشر کئے ہیں۔ان پروگرامز میں اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے واقعات کی نشاندہی کی جاتی ہے اور اس مسئلے کے انسداد کے لئے عالمی برادری کو متوجہ کیا جاتا ہے۔اسی ضمن میں الجزیرہ نے (Islamophobia: Hate and Fear) کے عنوان سے ایک ڈاکیومنٹری نشر کی تھی، جس میں اسلاموفوبیا کے اثرات،اس کی وجوہات اور اس کے حل کے بارے میں تفصیل سے بحث کی گئی تھی۔اسی ضمن میں قطر نے ثقافتی پروگرامز اور ایونٹس کے ذریعے بھی اسلاموفوبیا کے حوالے سے آگاہی بڑھانے کی کوششیں کی ہیں۔ان پروگرامز میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان ثقافتی ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔2020ء میں قطر میوزیم کے تحت "The Art of Tolerance" کے

عنوان سے ایک نمائش کا انعقاد کیا تھا جس میں مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان احترام اور رواداری کی اہمیت پر زور دیا گیا تھا۔ اس نمائش میں اسلاموفوبیا کے بارے میں آگاہی کے لیے مختلف آرٹ ورک پیش کیے گئے تھے۔[15]

قطر نے 2020ء ہی میں "Doha Declaration on Religious Tolerance" کا اجرا کیا، جس میں دنیا بھر میں مذہبی رواداری، اسلاموفوبیا کے انسداد اور تمام مذاہب کے پیروکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مشترکہ اقدامات کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ یہ اعلان ایک عالمی پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے مختلف ممالک اور بین الاقوامی تنظیمیں مل کر اسلاموفوبیا کے خلاف حکمت عملی تیار کر سکتی ہیں۔ اسی میں ایک خاص دفعہ شامل کی گئی تھی جس میں مسلمانوں کے حقوق کی عالمی سطح پر حمایت کے لیے ایک جامع حکمت عملی تیار کرنے کی تجویز دی گئی تھی، جس میں میڈیا، تعلیم اور قانون کے شعبے شامل تھے۔[16]

اسی طرح قطر نے FIFA World Cup 2022 کی میزبانی کے دوران دنیا بھر کے شائقین کو خوش آمدید کہا اور مختلف ثقافتوں کے احترام کے لئے مختلف اقدامات کئے، جن میں اسلاموفوبیا کے انسداد کے لئے خاص پروگرامز اور آگاہی مہم بھی شامل تھی۔ اسی ورلڈ کپ کے دوران قطر نے جید علماء کرام کے زیر نگرانی سیمینارز اور کانفرنسز بھی منعقد کروائیں، جن میں ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلموں نے شرکت کی۔ ان تقریبات میں اسلام سے متعلق مثبت اور واضح تشریحات کو اہلِ مغرب کے سامنے بیان کیا گیا اور ان اقدامات نے بڑے پیمانے پر اسلاموفوبیا کے انسداد میں کردار ادا کیا۔ اسی طرح 2022ء ہی میں Doha Forum نے اسلاموفوبیا کے انسداد کے موضوع پر ایک مستقل سیشن کا انعقاد کیا تھا، جس میں دنیا بھر کے رہنماؤں، اسکالرز اور ماہرین کو جمع کیا گیا تھا۔ ان مختلف بین الاقوامی ماہرین نے اس مسئلے کے حل کے لیے عملی اقدامات تجویز کئے تھے۔[17]

غرض یہ کہ قطر نے اسلاموفوبیا کے انسداد میں عالمی سطح پر کئی اہم اقدامات کئے ہیں۔ اس کی حکومت، تعلیمی ادارے، میڈیا، ثقافتی پروگرامز اور سفارتی کوششیں دنیا بھر میں اسلاموفوبیا کے خاتمے اور مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایک اہم آواز فراہم کرتی ہیں۔ قطر کا یہ کردار عالمی سطح پر مسلمانوں کے لئے ایک بہتر ماحول بنانے کی جانب ایک اہم قدم ہے۔

اسلاموفوبیا کے انسداد میں ترکی کا کردار

ترکی نے اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے عالمی سطح پر مؤثر اور جامع اقدامات کئے ہیں۔ ترکی کی سیاسی، ثقافتی، تعلیمی اور سوشل مہمات نے نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ عالمی سطح پر بھی اسلاموفوبیا کے خلاف آواز اُٹھائی ہے۔ 2023ء میں سویڈن میں ایک احتجاجی مظاہرے کے دوران مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن پاک کو نذرِ آتش کر دیا گیا تو اس واقعے پر ترکی حکومت نے شدید تنقید کی اور اسے قابل نفرت فعل قرار دیا۔[18] ترکی کے صدر رجب طیب اردوان نے ہمیشہ عالمی فورمز پر اسلاموفوبیا کی مذمت کی ہے اور اس کے انسداد کے لیے عالمی برادری سے اقدامات کرنے کی اپیل کی ہے۔ اسی طرح اردوان نے متعدد بار یورپی ممالک میں مسلمانوں کے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت انگیزی کی مذمت بھی کی ہے اور اس کو ایک عالمی مسئلہ قرار دیا ہے۔ انھوں نے خاص طور پر 2019ء میں نیوزی لینڈ کی مساجد میں ہونے والے دہشت گرد حملے کے بعد اس مسئلے پر اپنی تشویش کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ اسلاموفوبیا کا رجحان یورپ میں بڑھتا جا رہا ہے، جس سے مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 78ویں اعلیٰ سطحی اجلاس میں عالمی رہنماؤں سے خطاب کے دوران عالمی امن پر زور دیا اور ایسے اقدامات پر بات کی جو اسے ممکن بنا سکتے ہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں دیگر امور کے علاوہ بالخصوص مغربی ملکوں میں بڑھتے ہوئے "اسلاموفوبیا" پر بات کی۔[19]

تحقیقی میدان میں ترکی کے مختلف تحقیقی اداروں جیسے "ترک انسٹی ٹیوٹ آف اسٹریٹجک اسٹڈیز" نے اسلاموفوبیا پر گہری تحقیق کی ہے اور اس کے سماجی اثرات کو اجاگر کیا ہے۔ اس طرح کے اداروں کے ذریعے ترکی نے عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کے مسئلے پر مفصل تجزیہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حل کے لیے مشترکہ عالمی حکمت عملی تجویز کی ہے۔ اسی طرح ترکی نے اسلامی تعاون کی تنظیم (او آئی سی) کی قیادت میں اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے عالمی سطح پر اقدامات کرنے کی کوشش کی ہے۔ او آئی سی کے اجلاسوں میں ترکی نے ہمیشہ اسلاموفوبیا کی مذمت کی اور اس کے انسداد کے لیے عالمی سطح پر اقدامات کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ترکی نے ہمیشہ او آئی سی میں اسلاموفوبیا کو

ایک سنگین عالمی مسئلہ قرار دیا ہے اور اس کے حل کے لیے مشترکہ حکمت عملی تیار کرنے کی اپیل کی ہے۔ پھر ترک میڈیا بھی پروگرامز اور ڈراموں کی شکل میں اسلامی تہذیب و ثقافت اس اس انداز میں دنیا کے سامنے لا رہا ہے جس سے اسلاموفوبیا کے انسداد میں بڑی حد تک مدد ملے گی اور اہلِ مغرب اسلام سے متعلق غلط فہمیوں سے نکل سکیں گے۔

ترک حکومت کا یہ کردار عالمی برادری کو بتاتا ہے کہ اسلاموفوبیا کو محض ایک مقامی مسئلہ نہیں بلکہ ایک عالمی چیلنج کے طور پر حل کرنا ضروری ہے۔ ترکی نے اپنے اقدامات سے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے عالمی سطح پر تعاون اور مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہے تاکہ تمام مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان امن، رواداری، اور احترام کا ماحول قائم کیا جا سکے۔

اسلاموفوبیا کے انسداد میں سعودی عرب کا کردار

سعودی عرب نے بھی اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے متعدد اقدامات کئے ہیں جو عالمی سطح پر اہمیت رکھتے ہیں۔ سعودی عرب کی یہ کوششیں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں گمراہیوں کو دور کرنے اور عالمی سطح پر امن و ہم آہنگی کو فروغ دینے کی سمت میں اہم قدم ہیں۔

سعودی عرب نے متعدد بار اقوام متحدہ میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے آواز اٹھائی اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کونسل (Human Rights Council) میں کئی بار اسلاموفوبیا کے خلاف اقدامات کی تجویز دی ہے اور عالمی برادری کو اس پر توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ سعودی عرب نے "اسلامی تعاون کی تنظیم" (Organization of Islamic Cooperation - OIC) کے ذریعے بھی اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے عالمی سطح پر آواز اٹھائی ہے اور اس تنظیم کی قیادت کے تحت اسلاموفوبیا کے مسئلے کو عالمی ایجنڈے میں شامل کیا ہے۔ سعودی ولی عہد محمد بن سلمان نے متعدد عالمی فورمز پر یہ موقف اپنایا ہے کہ دہشت گردی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اسلاموفوبیا کی بنیاد پر دہشت گردی کے واقعات کو اسلام کے ساتھ جوڑنا غلط ہے۔

اسی طرح 2019ء میں سعودی عرب نے "عالمی اسلاموفوبیا رپورٹ" کی تیاری اور اس کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا تاکہ دنیا بھر میں اسلاموفوبیا کے پھیلاؤ اور اس کے اثرات کا جائزہ لیا جا سکے۔ اس رپورٹ میں مختلف ممالک میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والے تشدد، نفرت آمیز جرائم اور غلط فہمیوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا۔ یہ رپورٹ عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے رجحان کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے انسداد کے لیے حکمت عملی مرتب کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیتی ہے۔[20]

اسی ضمن میں سعودی حکام نے 2020ء میں مکہ مکرمہ میں "اسلامی قیادت کا اجلاس" (Islamic Leadership Summit) کا انعقاد کیا تھا، جس میں دنیا بھر کے مذہبی رہنماؤں کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس اجلاس کا مقصد اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کے خلاف جنگ کو مزید مؤثر بنانا تھا۔ اس اجلاس میں عالمی رہنماؤں نے اسلاموفوبیا کو ایک عالمی چیلنج قرار دیا اور اس کے انسداد کے لیے مشترکہ حکمت عملی اپنانے کی اہمیت پر زور دیا۔[21]

اسی طرح رابطہ عالم اسلامی (مسلم ورلڈ لیگ) ایک عالمی تنظیم، جس میں تمام اسلامی ممالک کے ارکان شامل ہیں اور جس کا مرکزی دفتر مکہ مکرمہ میں واقع ہے، اسلام کی حقیقت کو واضح اور اقوام کے مابین دوستی کے فروغ کے لئے کوشاں ہے۔ یہ ادارہ سعودی حکومت کے زیر سایہ اسلاموفوبیا کے خلاف مثبت انداز میں آگے بڑھ رہا ہے۔ رابطہ عالم اسلامی نے اپنی سرگرمیوں کے ذریعے یہ نشاندہی کی ہے کہ اسلاموفوبیا کی وجہ سے کئی دہائیوں سے مسلم کمیونٹیز کو شدید نقصان اٹھانا پڑا ہے، جس میں عبادت گاہوں پر حملے، خواتین اور بچوں کو نشانہ بنانے جیسے واقعات شامل ہیں، جن کے نتیجے میں بے شمار بے گناہ افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ ایک بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم کے طور پر رابطہ عالم اسلامی مذاہب، نسلوں، اور ثقافتوں کے درمیان ہم آہنگی کے فروغ کے لیے پرعزم ہے۔ اپنی عالمی مجالس اور مؤثر پروگراموں کے ذریعے رابطہ نے ہمیشہ ان اقدار کو مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے جو سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہیں اور تمام افراد کی عزت و وقار کا تحفظ کرتی ہیں۔

اسی طرح سعودی میڈیا بھی اسلاموفوبیا کے خلاف مہم چلانے کی کوشش میں ہے اور وہ اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کی مثبت تصویر کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف پلیٹ فارمز پر اسلام کے بارے میں آگاہی بڑھانے کے لیے کام کر رہا ہے۔ سعودی عرب کی جانب سے کی جانے والی ان کوششوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلاموفوبیا کے انسداد میں سعودی عرب کا کردار نہایت اہم ہے۔

اسلاموفوبیا کے انسداد میں ملائیشیا کا کردار

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ملائیشیا کی سیاست، معاشرتی پس منظر اور پالیسیوں میں مسلمانوں کا غالب اثر ہونے کے باوجود اس نے ہمیشہ بین المذاہب ہم آہنگی اور اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے، تاکہ اسلاموفوبیا کو روکنے کے لئے عالمی سطح پر تعاون کیا جا سکے۔ ملائیشیا بھی دیگر اسلامی ممالک کی طرح او۔آئی۔سی (OIC) کا فعال رکن ہے اور اس نے ہمیشہ اس تنظیم کے اندر مسلمانوں کے حقوق کی حمایت کی ہے اور اس کے پلیٹ فارم سے دنیا بھر میں اسلاموفوبیا کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ ملائیشیا نے دیگر عالمی فورمز اور تنظیموں میں بھی اسلاموفوبیا کے بارے میں آگاہی پھیلانے کے لیے ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا ہے۔ 2019ء میں ملائیشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد نے اقوام متحدہ میں اپنے خطاب کے دوران اسلاموفوبیا کے خطرات پر بات کی اور دنیا بھر میں مسلم کمیونٹی کے ساتھ امتیاز اور نفرت کے خلاف مؤثر اقدامات کی ضرورت پر زور دیا۔ اسی طرح دیگر سرکاری اور سماجی ادارے بھی مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان مکالمہ اور تعاون کے فروغ کے لئے پروگرامز اور سیمینارز منعقد کرتے ہیں، جیسے کہ "ملائیشیا اسلامک فورم" (Malaysia Islamic Forum) جو اسلاموفوبیا اور مذہبی عدم رواداری کے خلاف شعور اجاگر کرنے میں مددگار ثابت ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملائیشیا کی حکومت نے "نفرت انگیز تقریر کے خلاف قوانین" بھی وضع کئے ہیں، جن کا مقصد سماج میں نفرت اور تقسیم پیدا کرنے والی تقاریر کا انسداد کرنا ہے۔ ان قوانین کے تحت اسلاموفوبیا کو فروغ دینے والی تقریروں اور مواد پر سخت پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔[22]

اسی طرح ملائیشیا میں مختلف میڈیا ہاؤسز الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے کام کر رہے ہیں۔ حکومت اور مقامی میڈیا بھی اسلام کی صحیح تفہیم پیش کرنے کے لئے پروگرامز چلاتے ہیں، جیسے "اسلامی ویوپوائنٹس" (Islamic Viewpoints) جو اسلام کی سچی تعلیمات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس کے علاوہ ملائیشیا کے میڈیا ادارے، جیسے "ملائیشیا ڈیلی" (Malaysia Daily) اور نیشنل نیوز ایجنسی، Bernama نے بھی اسلاموفوبیا کے بارے میں آگاہی بڑھانے کے لیے مختلف خبریں اور رپورٹس نشر کی ہیں۔ ان اداروں نے اسلامی تعلیمات کی سچی تصویر کو پیش کیا ہے اور اسلاموفوبیا کے بارے میں میڈیا کمپینز چلائی ہیں تاکہ غیر مسلموں کو اسلام کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کی جا سکیں۔

اسی طرح ملائیشیا میں تعلیمی ادارے اور یونیورسٹیاں بھی اسلاموفوبیا کے انسداد میں ایک فعال کردار ادا کرتی ہیں۔ حکومت نے تعلیمی نصاب میں بین المذاہب سمجھوتے، اسلامی رواداری، اور مسلمانوں کی ثقافت کے بارے میں آگاہی کو شامل کیا ہے۔ "ملائیشیا یونیورسٹی آف سوشل سائنسز" (USM) اور "ملائیشیا اسلامی یونیورسٹی" (IIUM) جیسے ادارے اسلاموفوبیا کے خلاف تحقیق اور پروگرامز کی قیادت کر رہے ہیں۔ ان پروگرامز کا مقصد نوجوان نسل کو اسلام کے بارے میں سچائی سے آگاہ کرنا اور مختلف مذہبی گروپوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا ہے۔

اسی طرح ملائیشیا نے عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کے حوالے سے تحقیقاتی رپورٹیں اور مطالعاتی تجزیے بھی پیش کئے ہیں۔ مثال کے طور پر، ملائیشیا کے "انسٹی ٹیوٹ آف اسٹریٹجک اینڈ انٹرنیشنل اسٹڈیز" (ISIS Malaysia) نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کی نوعیت اور اس کے اثرات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس رپورٹ میں یہ کہا گیا کہ اسلاموفوبیا مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک، تشدد، اور نفرت کا سبب بن رہا ہے، جس سے بین المذاہب تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو رہی ہے۔[23]

اسلاموفوبیا کے انسداد میں متحدہ عرب امارات کا کردار

اسلاموفوبیا کے انسداد میں متحدہ عرب امارات (یو اے ای) نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے اور اس نے مختلف اقدامات کے ذریعے عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کو کم کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ امارات نے بین الاقوامی سطح پر مذہبی رواداری اور برداشت کے فروغ کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں۔ امارات میں مذہبی آزادی کے حقوق کو مکمل طور پر تسلیم کیا گیا ہے اور یہاں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو اپنے عقائد کے مطابق عبادت کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ یہ قدم اسلاموفوبیا کے انسداد میں اہم ہے کیونکہ یہ مذہبی تفریق اور عدم رواداری کے خلاف ایک مضبوط پیغام دیتا ہے۔ امارات نے عالمی سطح پر اس بات کی ترویج کی کہ مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان احترام اور تعاون ہو، ساتھ ہی ساتھ امارات نے 16 نومبر کو "تحمل اور رواداری کا عالمی دن" منانے کا آغاز کیا ہے، جس کا مقصد دنیا بھر میں مذہبی رواداری اور برداشت کے اصولوں کو فروغ دینا ہے۔ یہ دن نہ صرف مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی کی ترویج کرتا ہے بلکہ اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی سطح پر شعور اجاگر کرنے کا ایک اہم موقع فراہم کرتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال 2019ء میں ابوظہبی میں ہونے والے "مذہبی رواداری کے عالمی فورم" میں مختلف مذاہب کے نمائندوں کی شرکت ہے، جو کہ یقیناً عالمی سطح پر انسدادِ اسلاموفوبیا کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

سے قبل یواے ای نے 2017 میں "گلوبل کمیٹی فار کلچر آف پیس" کا قیام عمل میں لایا تھا جس کا مقصد دنیا بھر میں ثقافت، رواداری اور امن کو فروغ دینا تھا۔ اس کمیٹی نے مختلف مذہبی رہنماؤں اور عالمی ثقافتی شخصیات کو جمع کر کے اسلاموفوبیا کے خلاف بین الاقوامی سطح پر یکجہتی کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ بالآخر امارات مذہبی رواداری، باہمی فروغ اور مجموعی امن وامان کو برقرار رکھنے کے حوالے سے عالمی سطح پر اپنا آپ منوانے میں کامیاب ہوا اور اب امارات میں ہر سال 21 ستمبر کو "امن کا عالمی دن" منایا جاتا ہے۔[24]

2019ء ہی میں پاپ فرانسس کی ابوظہبی آمد بھی یواے ای کی مذہبی رواداری اور بین المذاہب تعاون کے لئے کی جانے والی کوششوں کی ایک علامت تھی۔[25] پاپ فرانسس، یواے ای کے مذہبی رہنماؤں نے اسلاموفوبیا کے انسداد اور عالمی امن کے قیام کے لیے ایک مشترکہ پیغام دیا۔ پاپ فرانسس نے اپنے خطاب میں اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے عالمی سطح پر مذہبی رواداری کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کے اس پیغام کو امارات نے عالمی سطح پر پھیلایا اور اس کی حمایت کی۔ اسی موقع پر (Declaration of Human Fraternity,2019) یعنی "اعلان برائے انسانیت کا بھائی چارہ" میں یواے ای نے پاپ فرانسس اور احمد الطیب (امام الازہر) کے ساتھ مل کر اس اہم عالمی اعلان پر دستخط کئے۔[26] یہ اعلان دنیا بھر میں انسانی بھائی چارہ، مذہبی آزادی، اور مختلف ثقافتوں کے درمیان احترام کو فروغ دینے کے لیے ایک اہم دستاویز ہے۔ اس اعلان کا مقصد اسلاموفوبیا اور دیگر مذہبی امتیازات کے خلاف عالمی سطح پر یکجہتی پیدا کرنا تھا۔ یہ واقعہ بین الاقوامی سطح پر یواے ای کے مثبت کردار کو اجاگر کرتا ہے۔

اسی طرح یواے ای میں "ابراہمک فیملی ہاؤس" (Abrahamic Family House) کا منصوبہ بھی ایک اور اہم قدم ہے جو مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔ یہ پروجیکٹ ابوظہبی میں جاری ہے اور اس میں تین عبادت گاہوں (مسجد، چرچ اور سینیگاگ) کا احاطہ کیا جائے گا، جس کا مقصد دنیا بھر میں مذہبی رواداری اور تعاون کو بڑھانا ہے۔[27] اس منصوبے کے ذریعے یواے ای اسلاموفوبیا کے انسداد اور مختلف مذاہب کے درمیان افہام و تفہیم کو فروغ دینے کا عزم رکھتا ہے۔

امارات نے تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں بھی مذہبی رواداری اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے نصاب میں تبدیلی کی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے مختلف ثقافتی پروگرامز اور فنون کے ذریعے عالمی سطح پر اسلامی ثقافت کو صحیح تناظر میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ امارات نے "ہیومینیٹیز انسٹی ٹیوٹ" جیسے مراکز قائم کیے ہیں جو دنیا بھر میں اسلاموفوبیا کے بارے میں تحقیق اور اس کی روک تھام کے لیے کام کرتے ہیں۔ یہ مراکز اسلام کے حقیقی پیغام کو دنیا تک پہنچانے اور مذہبی رواداری کو فروغ دینے کے لیے مختلف پروگرامز چلانے میں مصروف ہیں۔

اسلاموفوبیا کے انسداد میں انڈونیشیا کا کردار

اسلاموفوبیا کے انسداد میں انڈونیشیا کا کردار انتہائی اہم ہے، کیونکہ انڈونیشیا دنیا کا سب سے بڑا مسلم اکثریتی ملک ہے اور اس کی ثقافت اور سیاست میں اسلام ایک اہم جزو ہے۔ انڈونیشیا نے اسلاموفوبیا کے خلاف مختلف اقدامات کیے ہیں تاکہ اپنے معاشرتی ہم آہنگی کو بڑھایا جا سکے اور دنیا بھر میں اسلام کے حوالے سے منفی تصورات کو کم کیا جا سکے۔ یہاں کی حکومت نے اپنے آئین میں مذہبی آزادی کو ایک بنیادی حق کے طور پر تسلیم کیا ہے اور اس پر عمل درآمد کے لیے مختلف حکومتی اقدامات اٹھائے ہیں۔ حکومت نے مذہبی تشدد کی روک تھام کے لیے قانون سازی کی ہے اور اس پر سختی سے عمل کیا ہے تاکہ اسلاموفوبیا کے اثرات کو کم کیا جا سکے۔

انڈونیشیا کے مذہبی رہنماؤں نے بھی اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی سطح پر آواز اٹھائی ہے۔ ان رہنماؤں نے مختلف بین المذاہب فورمز اور عالمی اجلاسوں میں شرکت کی اور مسلمانوں کے بارے میں منفی تصورات کو درست کرنے کی کوشش کی۔ 2018ء میں انڈونیشیا کے ایک ممتاز مذہبی اسکالر ڈاکٹر نصر الدین عمر نے "Islam and Peace: Fighting Islamophobia" کے موضوع پر ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کیا، جس میں مختلف مذہبی رہنماؤں نے مشترکہ طور پر اسلاموفوبیا کے خلاف آواز اٹھائی۔ انڈونیشیا نے اسلاموفوبیا کے خلاف اپنی حکمت عملیوں میں بین المذاہب مکالمے کو ایک مرکزی حیثیت دی ہے۔ انڈونیشیا میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان ہم آہنگی کے لیے حکومت اور مقامی کمیونٹیز نے مشترکہ پروگرامز ترتیب دیے ہیں تاکہ ہر فرد دوسرے کی مذہبی ثقافت کا احترام کرے اور افہام و تفہیم میں اضافہ ہو۔

خاص طور پر 2017ء میں "Indonesia's Interfaith Dialogue on Peace and Tolerance" پروگرام شروع کیا گیا تھا جس میں مختلف مذہبی گروہ شامل تھے اور اس کا مقصد تشویش کو ختم کرنا اور اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی سطح پر اثر انداز ہونا تھا۔[28] انڈونیشیا کے میڈیا ہاؤسز نے بھی اسلاموفوبیا کے انسداد کے لیے مختلف پروگرامز اور مہمات شروع کی ہیں تاکہ عوام میں اسلام کے صحیح پیغام کو پہنچایا جا سکے۔ بالخصوص یہاں کے معروف ٹی وی چینل "TVRI" نے ایک طویل عرصے سے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ایک پروگرام "Peace and Tolerance" چلایا ہے، جس میں مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان ہم آہنگی اور مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈے کے خلاف کام کیا گیا ہے۔

یہاں کے مختلف تعلیمی اداروں اور تنظیموں کی جانب سے بھی بین المذہب مکالمے پر زور دیا گیا ہے تاکہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان افہام و تفہیم پیدا کی جاسکے۔اس حوالے سے انڈونیشیا کی حکومت اور غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) مختلف ورکشاپس، سیمینارز اور ثقافتی پروگرامز منعقد کرتی ہیں۔

اسلاموفوبیا کے انسداد میں مصر کا کردار

مصر بھی دیگر اسلامی ممالک کی طرح او۔آئی۔سی (OIC) کا فعال رکن ہے اور اس نے ہمیشہ اس تنظیم کے اندر مسلمانوں کے حقوق کی حمایت کی ہے اور اس کے پلیٹ فارم سے دنیا بھر میں اسلاموفوبیا کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل میں بھی اسلاموفوبیا کے خلاف مختلف قراردادوں میں مصر کا فعال کردار رہا ہے۔مصر کی جامعۃ الازہر، جس کا شمار دنیا کے بڑے اور معتبر اسلامی تعلیمی اداروں میں شمار ہوتا ہے، نے بھی اسلاموفوبیا کے خلاف کئی تعلیمی مہمات چلائیں ہیں۔اس ادارے کے علماء نے مختلف عالمی فورمز پر اسلام کے بارے میں مثبت معلومات فراہم کیں اور اسلام کے ساتھ منسلک منفی تصورات کو چیلنج کیا۔2019ء میں پاپ کے ساتھ ابوظہبی میں ہونے والے امن اور بھائی چارے کے معاہدے میں مصر کے جامعۃ الازہر کے امام بھی شامل تھے۔اسی طرح یہاں کا میڈیا بھی اسلاموفوبیا کے خلاف اہم کردار ادا کررہا ہے۔

خلاصہ کلام

اسلاموفوبیا کے خلاف مسلم ممالک کا کردار مجموعی طور پر اہم اور فعال رہا ہے، تاہم اس میں مختلف سطحوں پر اقدامات کیے گئے ہیں۔مسلم ممالک نے عالمی فورمز جیسے اقوام متحدہ اور او آئی سی (آرگنائزیشن آف اسلامک کواپریشن) میں اسلاموفوبیا کے خلاف قراردادیں منظور کی ہیں اور اس مسئلے کو عالمی سطح پر اجاگر کیا ہے۔ان ممالک نے بین الاقوامی سطح پر مسلم کمیونٹیز کے حقوق کی حفاظت کی کوششیں کی ہیں اور میڈیا میں غلط تصورات اور منفی بیانیے کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔تاہم اسلاموفوبیا کے خلاف مکمل کامیابی حاصل کرنا ایک پیچیدہ چیلنج ہے، جس میں مسلمانوں کے داخلی اور خارجی تعلقات، سیاسی اور ثقافتی عوامل سمیت مختلف پہلو شامل ہیں۔اسلاموفوبیا کو روکنا اس لیے ضروری ہے کیونکہ یہ نہ صرف مسلمانوں کے حقوق کی پامالی کا باعث بنتا ہے بلکہ عالمی سطح پر عدم برداشت، نفرت اور تشویش کو بھی فروغ دیتا ہے۔یہ نفرت انگیز بیانات اور تشدد کو جنم دیتا ہے جو پورے معاشروں کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے، اور یہ ایک بگاڑ کا سبب بنتا ہے جو آخر کار عالمی امن و سکون کو متاثر کرتا ہے۔اس لیے، اسلاموفوبیا کے خلاف کوششیں کرنا نہ صرف مسلمانوں کی عزت اور حقوق کے تحفظ کے لیے اہم ہیں بلکہ ایک جمہوری، آزاد اور ہم آہنگ دنیا کے قیام کے لیے بھی ضروری ہیں۔

حوالہ جات

[1] See: https://www.oic-oci.org/page/?p_id=182&p_ref=61&lan=en
[2] See: https://justapedia.org/wiki/Islamophobia
[3] See: https://www.merriam-webster.com/dictionary/Islamophobia
[4] See: https://www.cair.com/?post_type=post&s=islamophobia
[5] See: https://ur.wikipedia.org/wiki/اسلاموفوبیا

[6] اقلیتوں کے حقوق اور مغرب میں اسلاموفوبیا، صفحہ:430، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی 2011ء

[7] See: https://www.urduvoa.com/a/france-islamo-phobia/5160277.html
[8] See: https://www.urduvoa.com/a/patterson-mosque-incident/7049110.html

[9] ملک میں اسلاموفوبیا پیدا کرنے کی سازش، قومی آواز، نواب علی اختر، 27 جون 2019ء

[10] اقلیتوں کے حقوق اور مغرب میں اسلاموفوبیا، صفحہ: 436

[11] ماہنامہ افکار ملی، دہلی، جون 2012ء

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

[12] See: https://issi.org.pk/%D9%BE%D8%B1%DB%8C%D8%B3-%D8%B1%DB%8C%D9%84%DB%8C%D8%B2-%D8%A2%D8%A6%DB%8C-%D8%A7%DB%8C%D8%B3-%D8%A7%DB%8C%D8%B3-%D8%A2%D8%A6%DB%8C-%D9%86%DB%92-%D8%A7%D8%B3%D9%84%D8%A7%D9%85%D9%88-%D9%81%D9%88/

[13] Qatar and the UN Alliance of Civilizations,UNAOC,2019

[14] International Conference on Islamophobia: A Global Call for Action,Qatar Foundation,2019

[15] Qatar Museums and the Art of Tolerance Exhibition,2020

[16] Doha Declaration on Religious Tolerance,Qatar Foundation,2020

[17] Doha Forum 2022: Combating Islamophobia and Promoting Global Cooperation

[18] See: https://www.bbc.com/urdu/articles/cy0kd1p9pd1o

[19] See: https://www.urduvoa.com/a/our-aim-is-to-make-the-greatest-possible-contributions-to-world-peace-and-prosperity-/7277014.html

[20] The Global Islamophobia Report,(OIC 2019)

[21] Islamic Leadership Summit in Makkah,2020

[22] Laws Against Hate Speech and Islamophobia,Malaysia

[23] See: https://www.isis.org.my/?s=islamophobia

[24] See: https://www.wam.ae/en/article/hszrhzbz-uae-celebrate-international-day-peace-with

[25] See: https://www.vaticannews.va/en/pope/news/2019-02/pope-francis-uae-day-1-east-meets-west.html

[26] See: https://www.vaticannews.va/en/pope/news/2019-02/pope-francis-uae-declaration-with-al-azhar-grand-imam.html

[27] See: https://www.abrahamicfamilyhouse.ae/

[28] Interfaith Dialogue in Indonesia: Fostering Tolerance and Peace - International Journal of Peace Studies, 2018